توکل علی اللہ کے فوائد

(فرمودہ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء)

۲۰- مئی ۱۹۳۶ء کو بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک نکاح[1] کا اعلان فرمایا۔
خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

انسانی اعمال خواہ کتنے ہی مکمل ہوں اور کتنی ہی احتیاط سے کئے جائیں کبھی نہ کبھی ان میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور ہوگا اور کوئی نہ کوئی خانہ ضرور خالی رہ جائے گا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو ان خلاؤں کو پر کرتی ہے اور ان سوراخوں کو بند کرتی ہے جن سے نقص نمودار ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ رام پور میں ایک غریب پٹھان تھا اسے ملازمت نہیں ملتی تھی مزدوری کرنے کے لئے تیار تھا لیکن اسے مزدوری دینے پر لوگ آمادہ نہ ہوتے تھے۔ وہ اس تنگی کی حالت میں وزیر اعظم سے ملا اور اپنی تنگی اور تکلیف اس کے روبرو بیان کی۔ وزیر اعظم اس کی باتوں سے متأثر ہوگیا اور اسے ایک ملازمت دے دی۔ حضرت خلیفہ اول بیان فرماتے کہ اس پر تبدیل شدہ حالت نے ایسا اثر کیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ہی منکر ہوگیا اور لوگوں سے کہتا پھرتا کہ خدا کوئی نہیں ہے ہمارا خدا تو (وزیر اعظم کی طرف اشارہ کرکے) وہ ہے۔ یہ لطیفہ مدتوں بنا رہا جب بھی اس سے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق دریافت کیا جاتا وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتا ہوا وزیر اعظم کو خدا کہتا۔ ایک دفعہ نواب کی طرف سے کچھ مٹھائی تقسیم ہونے کی تجویز ہوئی اور وہی پرائم منسٹر مٹھائی تقسیم کرنے لگا جسے وہ پٹھان خدا کہا کرتا تھا وہ مٹھائی کی تقسیم کرتے وقت لوگوں کی بھیڑ میں گھر گیا اس پر اس

نے ہجوم کو روکنے کے لئے اپنے کوڑے کو حرکت دی تا کہ ہجوم کو پیچھے ہٹائے اتفاقاً وہی پٹھان وہاں موجود تھا اس نے جب وزیر اعظم کو کوڑا ہلاتے دیکھا تو اسے غیرت آئی اس نے چاقو نکال کر اس پر حملہ کردیا۔ ممکن تھا اس نے وہ چاقو حملہ کی نیت سے نکالا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے ڈرانے کے لئے نکالا ہو پھر یہ بھی ممکن تھا کہ وہ حملہ کرتا اور صرف زخم لگ جاتا وہ مرتا نہ مگر اس نے اس زور سے ہاتھ مارا کہ چاقو پرائم منسٹر کے پیٹ میں لگ گیا جس کی وجہ سے انتڑیاں باہر آگئیں اس وقت کسی منچلے نے کہا یہ دیکھو تمہارا خدا پڑا ہے۔

تو انسانی تدابیر اور انسانی آرزوئیں کسی رنگ میں بھی مکمل نہیں ہوتیں۔ مکمل تدبیریں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کی ہوتی ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے بعد انسانی تدبیریں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ پس ہر معاملہ میں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اسی پر ہی تدابیر کی کامیابی کا انحصار رکھنا چاہئے۔ جب انسان اپنی تدابیر کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر مبنی کردے تو تدبیر تقدیر کی شکل اختیار کرلیتی ہے یعنی جو تدابیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہوتی ہیں وہ تدبیریں نہیں رہتیں بلکہ تقدیریں بن جاتی ہیں۔ پس مؤمن خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت جو تدبیر کرتا ہے اس کی تدبیر تقدیر سے جدا نہیں ہوتی۔ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ انسان اپنی ذات پر اتکال نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر اتکال کرے اور اس کے فضل اور رحم کو مدنظر رکھے انسان کا جب اللہ تعالیٰ پر اتکال ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ماتحت وہ آجاتا ہے یعنی اس کا رحم انسان کا سہارا بن جاتا ہے تو اس وقت انسانی تدبیر تقدیر کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور وہ سب کمیاں جو انسانی تدبیر میں ممکن ہوسکتی ہیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جس طرح ایک شاگرد اپنی لکھی ہوئی تختی جب استاد کے پاس لے جاتا ہے تو استاد اس کی اصلاح کردیتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنی لکھی ہوئی تختی یعنی تدبیر خدا تعالیٰ کے حضور لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردیتا ہے اصلاح کردینے کے بعد وہ تدبیر کی تختی نہیں کہلا سکتی بلکہ تقدیر کی تختی بن جاتی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ اتکال کے بعد انسان سے غلطی کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔ انسان سے اتکال کے بعد بھی غلطی ہو جاتی ہے مگر وہ غلطیاں بھی خاص حکمت کی وجہ سے ہوتی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ غلطیاں تقدیر کے ماتحت ہوتی ہیں اور کسی صورت میں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت جو کام بھی ہوتا ہے گو وہ بظاہر اچھا معلوم نہ ہوتا ہو مگر نتائج کے لحاظ سے وہی کام اچھا ہوتا ہے۔ رسول کریم

ﷺ نے اپنی پھوپھی کی لڑکی کا نکاح زید سے کرایا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رسول کریم ﷺ نے استخارہ نہ کیا ہوگا، دعائیں نہ کی ہوں گی، اللہ تعالیٰ پر اتکال نہ کیا ہوگا یہ سب باتیں رسول کریم ﷺ نے کی ہوں گی آپؐ نے استخارہ بھی کیا ہوگا، دعائیں بھی کی ہوں گی مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش کو بار آور نہ کیا۔ اس سے آپؐ یہ بتانا چاہتے تھے کہ خاندان کچھ چیز نہیں اصل چیز تقویٰ ہے۔ تو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے اور ہزاروں انسان موجود تھے۔ گزشتہ تیرہ صدیوں میں لاکھوں مسلمانوں نے اس مثال کو قائم کیا اور آئندہ لاکھوں اور کروڑوں ایسے ہوں گے جو قومیت کو نظرانداز کریں گے، مدارج کو نظرانداز کریں گے، صرف تقویٰ کو مدنظر رکھیں گے۔ پس یہ غرض جس کو پورا کرنے کے لئے لاکھوں مسلمان گزر چکے ہیں اور لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد بعد میں آنے والی ہے اللہ تعالیٰ کا خاص رسول کریم ﷺ کے ذریعے پورا کرنا ضروری نہ تھا۔ اصل وجہ اس کی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ یہ بات لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی نرینہ اولاد نہیں ہے خواہ قانون قدرت والی اولاد ہو یا قانون ملکی والی۔ قانون قدرت کے مطابق تو آپ کو کوئی نرینہ اولاد نہ تھی مگر ملکی دستور اور اس وقت کے قانون شریعت کے مطابق آپ کی اولاد موجود تھی جیسا کہ زید تھا لوگ انہیں ابن محمد (ﷺ) کہا کرتے تھے۔ حضرت زینبؓ کے نکاح کے واقعہ سے خدا تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اولاد وہی ہوتی ہے جو قانون قدرت کے مطابق ہو۔ قانون ملکی والی اولاد حقیقی اولاد نہیں اور نہ شریعت نے حقیقی اولاد کے لئے جو قوانین رکھے ہیں وہ دوسروں پر عائد ہوتے ہیں۔ اس بات کو قائم کرنے کے لئے واحد طریق یہی تھا کہ زید کی مطلقہ کے ساتھ رسول کریم ﷺ نکاح فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے زید اور اس کی بیوی کے تفرقہ کو دور نہ ہونے دیا۔ باوجود اس کے کہ رسول کریم ﷺ نے استخارہ کیا تھا، دعائیں کی تھیں، اللہ تعالیٰ پر اتکال کیا تھا، کوشش کی تھی مگر حکمت الٰہی یہی تھی کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور وہ رسول کریم ﷺ کی زوجیت میں جائے تا یہ ثابت ہو کہ قانون ملکی کے لحاظ سے اولاد قانون قدرت والی اولاد کی طرح نہیں ہوتی۔ اس مثال کے سوا وہ خیال جو اس زمانہ کے لوگوں میں پایا جاتا تھا دور نہیں ہو سکتا تھا۔ پس اس مثال میں اللہ تعالیٰ کی حکمت رسول کریم ﷺ کی حکمت پر غالب آئی۔ ورنہ صرف قومیت اور دنیوی مدارج کو نظرانداز کرکے رشتہ کے تعلقات پیدا کرنے کی کئی مثالیں موجود ہیں اور موجود ہوتی رہیں گی۔

غرض جن لوگوں نے استخاروں اور دعاؤں کے ذریعے کوئی کام کیا اور اللہ تعالیٰ پر اتکال کیا ان کا کام ضرور اچھے نتائج پیدا کرے گا اور بظاہر اگر اس میں کوئی مشکل اور تکلیف کی صورت پیدا ہوگی تو وہ حکمت الٰہی کے ماتحت بہتری کے لئے ہی ہوگی۔ جیسا کہ زید اور اس کی بیوی کا تفرقہ چونکہ زیادہ فائدہ مند اور بہت اہم نتیجہ پیدا کرنے والا تھا اس لئے وہ دور نہ ہو سکا کیونکہ یہ پُر حکمت افتراق اتصال سے اچھا تھا پس استخاروں، دعاؤں اور اتکال کے نتائج یقیناً اچھے ہوتے ہیں۔ مومن کو چاہئے کہ وہ تمام امور میں خصوصاً نکاح میں استخارہ کرے، دعائیں کرے اور اللہ تعالیٰ پر اتکال رکھے۔

(الفضل ۲۸- مئی ۱۹۳۶ء صفحہ ۴)

ا۔ فریقین کا تعین نہیں ہو سکا۔